76

خُدا کے انعام کی قدر کرو

(فرمودہ ۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء بمقام شملہ)

حضور نے تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:

''غالباً اس سفر کے دوران میں یہ آخری جمعہ ہے جس کا خطبہ پڑھنے کیلئے میں آپ لوگوں کے سامنے کھڑا ہوں۔ اسوقت میں مختصراً چند ایک نصائح آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں اس بات کی طرف متوجّہ کیا ہے کہ جو شخص اللہ کیلئے کچھ قربانی کرتا اسکی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہتا اس پر توکّل اور بھروسہ رکھتا ہے۔ اس پر بڑے بڑے انعام کئے جاتے ہیں۔ چونکہ ہم خدا تعالیٰ کے انعامات کے وارث بننا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کسی سے کچھ حاصل ہونے کی امید دو ہی وجہ سے ہوسکتی ہے۔ اور جس میں یہ دو باتیں پائی جائیں اس کے دروازہ سے مانگنے والا انسان کبھی مایوس اور نامراد ہو کر واپس نہیں آتا۔ وہ دو باتیں یہ ہیں۔ (۱) اس میں دینے کی قابلیت ہو۔ (۲) اسے دینے کی عادت ہو۔ تیسری بات مانگنے والے اور سائل میں پائی جانی ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اس میں خود پسندی اور خودی نہ ہو۔ اگر پہلی دو باتیں دینے والے میں اور تیسری لینے والے میں ہو تو کبھی اسے ناکامی اور نامرادی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ تینوں باتیں بیان فرمائی ہیں۔ بندہ کے متعلق تو جو کچھ ہے اس کا کرنا اسکے ذمّہ ہے وہ کرے یا نہ کرے۔ یہ اسکا کام ہے۔ مگر اپنے

متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں ربّ العٰلمین۔ الرّحمٰن۔ الرحیم ہوں۔ کہ مانگنے والے کو دینے کی میں پوری پوری قابلیت اور طاقت رکھتا ہوں۔ لیکن اگر یہ خیال ہو کہ میں باوجود دینے کی قابلیت کے شاید بُخل سے کام لوں اور مانگنے والے کو نہ دوں تو اس کے لئے صراط الذین انعمت علیہم کو یاد رکھو اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ تم سے پہلے بہت سی ایسی جماعتیں گزر چکی ہیں جن کو میں نے دیا۔ اور بہت کچھ دیا۔ تو ایک منعم جس کا دروازہ انسان کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ اس میں دو باتیں دیکھنی چاہئیں۔ ایک یہ کہ اس کے پاس دینے کو موجود بھی ہے یا نہیں۔ کیونکہ ایک بھوکے اور نادار سے مانگنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ خالی ہاتھ واپس آنا پڑے گا۔ اسی طرح اگر ایک ننگے سے کپڑا مانگا جائے تو سوائے نامرادی کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا۔ یا اگر ایک پیاسے سے پیاسا پانی مانگے گا تو خائب و خاسر رہے گا۔ اس لئے کچھ ملنے اور حاصل ہونے کی اُمّید اسی سے رکھنی چاہیئے جس کے پاس بھی کچھ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ میرے پاس بہت کچھ ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسے دینے کی عادت بھی ہو۔ کیونکہ بہت لوگ بڑے دولتمند اور مالدار ہوتے ہیں۔ مگر دینے کے وقت انکے ہاتھ سکڑ جاتے ہیں۔ اور ان میں دینے کی ہمّت اور طاقت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے دوسری یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ اسے دینے کی عادت بھی ہے یا نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ دیکھنے کیلئے ذرا تم اس بات پر تو غور کرو کہ تم سے پہلوں کو ہم نے کیا کیا دیا۔ دُور نہ جاؤ نزدیک ہی دیکھ لو کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی اُمّت کو ہم نے روحانی اور جسمانی کس قدر انعامات دیئے۔ پھر دیکھو مسیحؑ اور اس کے حواریوں کو، موسیٰؑ اور اس کے ماننے والوں کو۔ ابراہیمؑ داؤد وغیرہ انبیاء اور ان کے پیروؤں کو کیا کچھ دیا۔ پس تم صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کو دیکھ کر نتیجہ نکال لو کہ ہم میں دینے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ تو اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے نہایت مختصر الفاظ میں انسان کو اس طرف متوجّہ کیا ہے کہ مومن کو ہم بڑے بڑے انعام دے سکتے ہیں۔ اور پھر ان انعامات کی کوئی حد بندی نہیں کی۔ بلکہ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرما کر بہت وسیع کر دیا ہے کہ ہر ایک وہ انعام جو پہلوں کو حاصل ہوا وہ اب بھی دیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اسی بات کو ثابت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ایک انسان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بروز بنا کر بھیج دیا اور اس کو وہ سب کمالات بروزی رنگ میں دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے تھے تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ جو صفات خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے تھے وہ اب کسی کو نہیں دے سکتا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تمام انبیاء سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس لئے کوئی انعام ایسا نہیں ہو سکتا جو آپکو نہ دیا گیا ہو۔ پس جب آپؐ کے کمالات بروزی رنگ میں ایک انسان کو دیئے جا سکتے ہیں تو پھر کونسا انعام ہے جو نہیں مل سکتا۔ مگر باوجود اس قدر عظیم الشان انعامات دینے کے متعلق فرماتے ہوئے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے اور انعام حاصل کرنے والوں کو توجہ دلا دی ہے کہ جہاں ہم بڑے سے بڑا انعام دے سکتے ہیں وہاں ہم سخت سے سخت سزا بھی دے سکتے ہیں۔ اور اسکی مثال غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تمہارے سامنے ہے اس کو دیکھ لو۔

یہودیوں پر خدا تعالیٰ کا کیسا غضب نازل ہوا۔ اسکا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ تین ہزار سال گزر چکے ہیں۔ لیکن زمین کے ایک چپّہ پر بھی انکی حکومت نہیں ہے۔ پھر ضلالت کی سزا جن کو ملی انکی حالت کو دیکھ لو دنیا کے سارے علوم جانتے ہیں بڑے بڑے موجد اور فلسفی ہیں مگر ایک انسان کو خدا بنائے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں ہے۔

اس سے پتہ لگتا ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ بہت بڑے بڑے انعام دیتا ہے وہاں سزا بھی بہت سخت دیتا ہے۔ اس لئے جس انسان پر خدا تعالیٰ کا کوئی انعام ہو اسے ہر قسم کے تکبّر اور انانیت کو چھوڑ کر حد درجہ کا عجز اور فروتنی اختیار کرنی چاہیئے اور ساتھ ہی خدا کے خوف کو ہر وقت دل میں رکھنا چاہیئے تا کہ اس رستہ پر جانے سے بچا رہے جو مغضوب اور ضال بنا دیتا ہے۔

پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جو

انعام تم پر کیا ہے۔ اس کی قدر کرو۔ اور اس سورۃ کو ہر وقت یاد رکھو نیز خدا کے خوف کو دل میں جگہ دو۔ تا کہ ان عذابوں اور سزاؤں سے بچو جن سے خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ڈرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

(الفضل ۱۶ /اکتوبر ۱۹۱۷ء)